پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو کا قتل
پاکستان کی وحدت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش

پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور اس کی روح رواں محترمہ بے نظیر بھٹو کو ۲۷ دسمبر کی شام کو لیاقت باغ راولپنڈی کے ایک جلسہ عام کے اختتام کے بعد سڑک کے بیچوں بیچ اور درجنوں سیکورٹی اہل کاروں کی موجودگی میں بڑی بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اس افسوسناک حادثہ نے ملک کے گوشے گوشے میں غم و ماتم کی ایک سوگوار فضا قائم کر دی۔ بلاشبہ پاکستان پیپلز پارٹی ملک کی ایک بڑی سیاسی جماعت ہے اور اس کی مرکزی لیڈر بے نظیر بھٹو ایک ذہین اور زیرک سیاستدان تھیں۔ انہوں نے عمر بھر پور جدوجہد میں گزاری۔ اور پیپلز پارٹی کو اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بدولت نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اسے ایک بڑی فعال اور متحرک جماعت کے طور پر ابھارا۔ (اسکے بانی ذوالفقار علی بھٹو جو ایک بڑی سیاسی قدآور شخصیت اور بے نظیر بھٹو کے والد تھے' ان کو پھانسی دینے کے بعد بھٹو کی ذات ایک طلسماتی شخصیت میں بدل گئی اور پیپلز پارٹی پہلے سے بھی زیادہ مضبوط جماعت بن گئی) اور اس کے ورکروں اور ہمدردوں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ اس کی مرکزی لیڈر کو ملک کے ان مخدوش حالات میں قتل کرانا ایک بہت بڑی گہری بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس حادثے کے فوراً بعد حکومت کے پے در پے بدلتے متضاد بیانات اور اقدامات نے شکوک وشبہات سے اَٹی فضا کو اور بھی آلودہ کر دیا ہے۔ پوری پاکستانی قوم کو حکومتی اعلانات اور اقدامات پر اطمینان نہیں۔ کیونکہ بدقسمتی سے مشرف حکومت کے ماضی کی تمام پالیسیاں اور ظالمانہ اقدامات نے کہیں بھی نیک نیتی اور عدل وانصاف پر مبنی حقائق کو سامنے آنے نہیں دیا۔ اسی باعث پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت ایک تسلسل کے ساتھ اس قتل کا الزام پاکستان مسلم لیگ (ق) اور بعض اہم حکومتی ذمہ داریوں پر فائز شخصیات پر لگا رہی ہے۔ لیکن حکومت ان الزامات کو سنجیدگی کے ساتھ نہیں لے رہی اور حسب سابق اس کا ملبہ بھی طالبان اور مذہبی انتہا پسندوں کے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے۔ دوسرے معنوں میں حکومت ارادی یا غیر ارادی طور پر لبرل اور مذہبی جماعتوں کے درمیان براہ راست ٹکراؤ کی فضاء قائم کرنے میں مصروف عمل ہے اور اس حادثہ کے فوراً بعد خانہ جنگی کے لئے زمین بھی ہموار ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اس کا ایک بھیانک منظر پوری دنیا ۲۷ دسمبر کے المناک حادثہ کے فوراً بعد خونی واقعات اور قتل عام اور فسادات کی صورت میں دیکھ چکی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم تھا اس دھرتی پر کہ جلد ہی یہ آگ فوری طور پر بجھ گئی اور اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے بھی حالات کی نزاکت اور احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرپسندوں سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور پاکستان اور وفاق کے خلاف اس بڑی سازش کو انہوں نے سختی کے ساتھ مسترد کر دیا۔ ورنہ سندھ میں لگائی گئی آگ کے نتیجے میں پاکستان ایک بار پھر سانحہ بنگلہ دیش جیسے حادثہ کا شکار ہو سکتا تھا اور خدانخواستہ ہر گلی اور ہر محلہ

میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکر اور دینی وسیاسی جماعتوں کے پُرامن کارکن اور مدارس اسلامیہ کے لاکھوں طلباء کرام کے درمیان اس سازش کے نتیجہ میں آگ وخون اور خانہ جنگی کی فضاء تیار ہوسکتی تھی۔ لیکن تائید ایزدی کے باعث ہر قسم کی حکومتی اور بین الاقوامی سازشیں ناکام ثابت ہوگئیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے اس تاثر کو زائل کرانے کیلئے کراچی اور سندھ کے ساٹھ ستر علماء اور پارٹی رہنماؤں کا ایک بڑا وفد لیکر مورخہ ۳۰ رجنوری کو کراچی سے بے نظیر بھٹو کے گاؤں نوڈیرو لاڑکانہ گئے' مرحومہ کے شوہر جناب آصف علی زرداری اور خاندان کے دیگر افراد سے تعزیت کی اور وہاں موجود میڈیا کے ذریعہ سندھ کے لوگوں کو یکجہتی قائم رکھنے اور علیحدگی پسند عناصر کی سازش کو ناکام بنانے کی اپیل کی اور کہا کہ دینی طبقے ہر نازک گھڑی میں سندھ کے ساتھ ہیں اور ملک کی وحدت وسالمیت اور یکجہتی قائم اور باقی رکھنے کیلئے کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اس موقع پر میڈیا کے سوالات کے جواب میں اس حادثہ کی برطانوی سکاٹ لینڈ یارڈ یا اقوام متحدہ سمیت کسی بھی مغربی ایجنسی سے کرانے کی مخالفت کی اور کہا کہ مغربی ممالک اپنی تحقیقات سے اس حادثہ کا الزام دینی حلقوں اور القاعدہ اور طالبان کے سر مونڈھیں گے تاکہ دہشتگردی کے نام پر اپنی جاری جنگ کے لئے مزید جواز فراہم کرسکیں اور پیپلز پارٹی کو دین سے وابستہ افراد کے خلاف بھڑکا سکیں۔ مولانا مدظلہ کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا اور چند دن بعد امریکی ایجنسی سی آئی اے کے سربراہ نے کسی ثبوت اور تفتیش کے بغیر ہی اسکا الزام بیت اللہ محسود اور مذکورہ قوتوں پر عائد کردیا۔ مولانا مدظلہ کے اس بروقت دورہ پر ملک بھر میں بڑے خوشگوار تاثرات کا اظہار کیا گیا۔ (اسی دن واپسی میں مولانا مدظلہ نے وفد کیساتھ سندھ کے معروف روحانی اور جہادی بزرگ اور علماء دیوبند کے قافلہ سالار مولانا تاج محمود امروٹیؒ کے مزار پر امروٹ شریف میں فاتحہ خوانی بھی کی۔ خانقاہ کے سجادہ نشینوں سے تبادلہ خیال کیا اور سکھر پہونچ کر جامعہ اشرفیہ میں میڈیا کے کثیر مجمع سے خطاب بھی کیا۔)

محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کی ضرور تحقیقات ہونی چاہئیں۔ محترمہ کے پسماندگان اور اس کی پارٹی کے نامزد مجرموں کے خلاف نہ کہ تحقیقات سے قبل ہی کسی ایک شخص یا طالبان کے سر پر اس اندھے قتل کا الزام لگایا جائے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ طالبان کو اقتدار واختیار سے دور ایک سیاسی لیڈر سے کیا خطرات لاحق ہوسکتے تھے؟ پاکستان پیپلز پارٹی ایک سیاسی جماعت ہے اور طالبان کا پاکستانی سیاست سے کوئی سروکار ودلچسپی نہیں۔ وہ کیونکر مشرف حکومت اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کی ایک مضبوط سیاسی حریف اور چیلنج کو راستے سے ہٹاتے؟ اسی طرح حکومت برطانوی تحقیقاتی ادارے سکاٹ لینڈ یارڈ کے ذریعہ تحقیقات کرارہی ہے۔ جو پیپلز پارٹی سمیت کسی کو بھی قابل قبول نہیں۔ لیکن پھر بھی حکومت اس بات پر بضد ہے کہ تحقیقات انہی کی حرف آخر سمجھی جائیں گی۔ تو یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ مغرب جو پہلے ہی اسلام اور مذہبی جماعتوں سے دوبدو جنگ میں مصروف ہے اس قتل کا الزام طالبان وغیرہ پر کیوں نہ لگائے گا؟ اس میں تو سراسر فائدہ مغربی قوتوں کو حاصل ہوگا۔ دراصل اس قتل سے پاکستان کی سالمیت اور اس کی وحدت کو کمزور کیا گیا

ہے۔ تا کہ پاکستان کے عوام بھی اٹھ کر مذہبی جماعتوں اور طالبان وغیرہ کے خلاف صف بستہ ہوسکیں لیکن الحمدللہ یہ سازش تادم تحریر ناکام ہوگئی ہے۔ ہم اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت سے تعزیت کرتے ہیں اوران سے مزید ہوش مندی وبالغ نظری اور سیاسی شعور کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ مستقبل میں بھی اس سازش کا شکار نہ ہوں گے۔ اس موقع پر ہماری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ ان ہزاروں بے گناہ شہریوں کے نقصان کا فوری طور پر ازالہ کیا جائے' جن کا کروڑوں' اربوں روپوں کا نقصان ان فسادات کے دوران ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امن وامان قائم کرنے میں حکومت سندھ اوراس کے تمام سیکورٹی فراہم کرنے والے ادارے اس موقع پر ناکام ثابت ہوئے اور تمام متعلقہ ادارے ان جرائم میں برابر کے شریک ہیں۔ ان کے خلاف بھی موثر کاروائی کرنی چاہیے اور بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو سامنے لانا چاہیے' تب ہی اس حکومت کی غیر جانبداری ثابت ہوگی ورنہ زبان خلق یہی کہے گی۔

ع جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

جمعیۃ علماء اسلام کا الیکشن سے بائیکاٹ کی وجوہات

جمعیت علماء اسلام (س) نے موجودہ الیکشن میں حصہ لینے کی خاطر ۲۶ قومی اسمبلی اور تقریباً چالیس صوبائی اسمبلیوں پر کاغذات نامزدگی داخل کرائے تھے اس دوران مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کاغذات واپس لینے کے آخری دن تک اسی سوچ بچار میں رہی کہ حصہ لیا جائے یا الیکشن کا بائیکاٹ۔ بالاخر اتفاق رائے سے آخری دن سے ایک دن قبل ۱۴ دسمبر کو بائیکاٹ کا حتمی فیصلہ کیا' قائد جمعیت نے اس وقت پریس کانفرنس کو جو بیان دیا وہ یہاں شامل کیا جارہا ہے جبکہ وہ سارے اندیشے بعد میں ایک ایک کر کے صحیح ثابت ہوتے جارہے ہیں۔ بیان کا متن حسب ذیل ہے:

انتخابات سے بائیکاٹ کا اعلان قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب کی پریس کانفرنس کا متن:

جمعیت علماء اسلام کی مجلس عاملہ اور پارلیمانی بورڈ کا اہم اجلاس اسلام آباد میں جمعیت کے سربراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں چاروں صوبوں سے ذمہ داران کے علاوہ مرکزی پارلیمانی بورڈ کے ارکان نے شرکت کی۔ اجلاس دو دن جاری رہا۔ اجلاس میں حالیہ قومی انتخابات کی صورت حال پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اور جمعیت کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے شرکاء اجلاس کو مسلسل تبدیل ہوتی ہوئی صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ جمعیت علماء اسلام نے انتخابی میدان میں اترنے والی جماعتوں کے سیاسی نظریات' پرویز مشرف حکومت کی حکمت عملی اور ملکی سیاست میں بیرونی قوتوں بطورخاص امریکہ کی بڑھتی ہوئی مداخلت کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ اجلاس کے شرکاء نے بڑی شدت سے محسوس کیا کہ ایک جانبدار الیکشن کمیشن' ملک میں نافذ ایمرجنسی اور ۳ نومبر کو عدلیہ کی برطرفی اوراس پر پابندی ضلعی